ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید ابوذر بخاریؒ......اک ضرب یداللّٰھی!

۲۴/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو سورج گرہن تھا۔ ''جدید دانش'' والے دور دور سے سورج کا مجروح چہرہ دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے لیکن کچھ افسردہ چہرے پژمردہ آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی فرشِ خاک پر گرار ہے تھے، سسکیاں لے رہے تھے، غم واندوہ سے نڈھال ہو رہے تھے، رنج وحزن کی جامد تصویر بنے ہوئے تھے۔ دیکھنے والوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ غم میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی چیخیں ہی تو نکل گئیں۔ فرطِ جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں کہا...... آج رات ہمارا چاند گہنا گیا ہے۔ اس کا روشن چہرہ دیکھنے کے لیے ہم غم کے مارے آ گئے ہیں۔ آج مجلس احرار کے سرخ پھریرے کی سرخی بجھی بجھی ہے۔ آج امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے جانشین، فکر صحابہؓ کے امین و وارث، ہم سب کو چھوڑ کر ہم سے بہتر و برتر اسلاف سے جا ملے ہیں۔ آج سید ابومعاویہ ابوذر بخاری (نوراللہ مرقدہ) اپنے اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ آج حضرت بخاری (رحمہ اللہ) اپنی اصل (مٹی) کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ آج ''شاہ جی'' امر ہو گئے ہیں۔ آج ''حافظ جی'' اللہ جل شانہ کی رضا پر راضی ہو گئے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں لوگوں کو مقام صحابہؓ، قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں سمجھانے والا، خود ایک سمجھ نہ آنے والی دنیا میں چلا گیا ہے۔ وہ وہاں چلا گیا ہے جہاں سے لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔ وہ امرتسر (کٹڑہ مہا سنگھ) میں ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء میں وہیں سے آئے تھے اور ۲۴/اکتوبر ۹۵ء میں پھر وہاں پہنچے ہیں۔ بہت لمبا سفر کیا، بہت منزلیں طے کیں۔ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے امرتسر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۹۴۰ء میں چودہ برس کی عمر میں مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں چلے گئے۔ استاذ گرامی حضرت مولانا خیر محمدؒ نے استقبال کیا اور ان کے والد سے فرمایا۔ ''ہم میاں بیوی نے تو اللہ سے مانگ کر آپ کا یہ بیٹا لیا ہے، یہ اور کہیں نہیں جاسکتا''

تقسیم کے بعد جب خیر المدارس جالندھر سے ملتان منتقل ہوا تو اس نقل مکانی اور افراتفری کی ملکی تقسیم نے ان کا تعلیمی سال ضائع کر دیا۔ چنانچہ ۴۸ء میں سندِ حدیث ملی۔ آپ نے علم وادب اور تاریخ کو اپنا پسندیدہ موضوع بنایا اور عمر بھر مطالعۂ کتب میں غوطہ زن رہے۔ صحافت، شاعری، افسانہ، مطالعہ مذاہب، تقریر، بیان تفسیر، علم لغت، علم الانساب...... ہر وادیٔ سخن اور ہر میدان علم میں جوہر دکھائے اور ہم عصروں سے داد پائی۔ سہ ماہی ''مستقبل''، سہ روزہ ''مزدور''، روزنامہ ''آزاد''، روزنامہ ''نوائے پاکستان'' اور پندرہ روزہ ''الاحرار'' کی فائلوں میں ان کی تلخ نوائی سنی جاسکتی ہے اور ان کے بانکے قلم کی پھبن دیکھی جاسکتی ہے!

مدرسہ حریت اسلامیہ، مدرسہ احرار الاسلام اور مدرسہ خیر المدارس ملتان میں تدریس کی۔ ان کے شاگردوں میں بہت سے نامور علماء ہیں۔ جو مختلف مدارس میں تدریس میں مصروف ہیں۔ دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے بارے میں جس تبدیلی کے لیے انہوں نے ۱۹۵۶ء میں کوششوں کا آغاز کیا تھا وفاق المدارس اب اس نہج پر سوچ رہا ہے۔ مدارس عربیہ کی نشأۃ ثانیہ شاہ ولی اللہؒ کی فکر کی روشنی میں......ان کی زبردست خواہش تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے......

''شاہ ولی اللہ سے عطاء اللہ شاہ رحمہما اللہ تک مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا ایک عظیم سلسلہ ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش اوّل کی اساس پر قائم ہے۔ اگر ہم لوگ اس سلسلے کو بقا وارتقاء کی منزلوں تک پہنچائیں تو اس عہد میں یہ نقش ثانی ہوگا''۔

کاش ہماری یہ حسین تمنا بر آئے اور ہم تمناؤں کے اس شاہکار کو دیکھ پائیں۔

مگر، ام الا انسان ما تمنیٰ (کیا انسان کی تمنائیں بھی پوری ہوتی ہیں؟) پاکستان کی تاریخ میں وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنے والے علماء کی سیاسی رائے سے بھرپور اختلاف کیا اور فتنۂ جمہوریت کے مشرکانہ برگ وبار سے قوم کو خوب خوب آگاہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

''بعض فریب خوردہ علماء اور جماعتیں برسوں تک ہماری جماعت مجلس احرار اسلام کا حسب سابق مذاق اڑاتے رہے اور ہمارے ساتھ اس بحث میں مصروف رہے کہ آپ پہلے جمہوریت بحال کرالیں پھر اسلام آجائے گا۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ اسلام کو جمہوریت کی چادر میں لپیٹ کر لانے والو! تم نے دس سال تک جمہوریت کے نام پر اسلام کو رسوا کیا، اسلام نہیں آیا۔ پھر دس سال تک جمہوریت کو ڈکٹیٹر شپ کی گود میں پالنے والوں نے ڈکٹیٹری کا بیوپار کیا۔ جمہوریت تو نہ آئی مگر ڈکٹیٹر شپ آگئی۔ پھر ڈکٹیٹر شپ کو ہٹانے کے لیے ایک اور ڈکٹیٹر آگیا۔ صدارت بھی گئی اور جمہوریت بھی...... اسلام پھر یتیم اور مظلوم......!

بدنصیب ہیں وہ علماء، وہ دینی جماعتیں اور ان کے سیاسی لیڈر جو اسلام کی بجائے جمہوریت کا پرچم اٹھاتے پھرے، قیادت کا راگ الاپتے رہے لیکن مسلمانوں کی قدر مشترک، اجتماعیت کے نشان اور مرکزیت کی علامت ''ختم نبوت'' کے لیے ان کو اکٹھا ہونا یاد نہ رہا۔ آج وہ اپنی آنکھوں سے جمہوریت کا حشر دیکھ چکے۔ انہوں نے پہلے جمہوریت کے نام پر اسلام کو برباد کیا۔ پھر ڈکٹیٹر شپ آئی اور ڈکٹیٹر شپ کے بعد اب پھر جمہوریت کا راگ الاپا جارہا ہے۔

آج سن لو! جب تک اسلام کو اسلام کے نام پر نہیں لایا جائیگا۔ اسلام نہیں آئے گا۔ اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں، کوئی کافرانہ جمہوریت، امریکی صدارتی نظام، برطانوی پارلیمانی نظام، کسی ماؤ، لینن وسٹالن کا کفریہ نظام سوشلزم اور کمیونزم، اسلام کو نہیں لاسکتا۔ اسلام اپنے نام سے آئے گا اور کفر اپنے نام سے۔ جب تک اس سیاسی ناٹک اور فریب کا

پردہ چاک نہیں کیا جائے گا، یہ مغالطہ ختم نہیں کیا جائے گا، مداریوں کی ان پٹاریوں کو کھول کر عوام کے سامنے عریاں نہیں کیا جائے گا، جب تک آپ کی قوتِ فکر و عمل ایک نہیں ہوگی، تمام مکاتب، اسلام کے دستور پر اکٹھے نہیں ہوں گے، اسلام نہیں آئے گا۔

جب تک آپ ختم نبوت کے بین الاقوامی و بین الاقوامی مشترکہ مقصد کے تحت متحد ہو کر کفر پر ضرب کاری نہیں لگائیں گے، اس ملک میں کیا دنیا میں کسی بھی جگہ اسلامی انقلاب نہیں آسکتا۔ آپ لکھ رکھیں، آپ کی مساجد باقی نہیں چھوڑی جائیں گی، مدارس چھین لیے جائیں گے۔ بخارا اور تاشقند کی یاد تازہ کرنے کا پروگرام آؤٹ ہو چکا ہے۔ مولویوں کی لاشیں حجروں سے برآمد کی جائیں گی۔ سب کچھ دھیرے دھیرے لایا جا رہا ہے۔ جنہوں نے نہیں سنا، وہ سن لیں اور جو سن کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں، وہ سوچ لیں! ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کل اگر تم پر کوئی مصیبت اور عتاب آیا تو ہم جس طرح اس مسئلہ میں پاک دامن تھے آئندہ بھی ہمارا دامن ان اعتراضات سے پاک ہوگا''۔

(خطاب شرکاء جلوس، احرار کانفرنس چنیوٹ ۲۴ / مارچ ۱۹۷۲ء)

آپ پاکستان کو پنجابی سندھی، بلوچی اور سرحدی انگریزوں اور جاگیردار اشرافیہ سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ آپ نے اس عظیم کام کے لیے ۱۹۶۹ء میں ''عوامی اسلامی متحدہ محاذ'' بنایا اور خود کوئی عہدہ لینے سے انکار کر دیا۔ آپ کی جدوجہد تھی کہ پاکستان یورپ کے اندھے مقلدوں کے نرغے سے نکل جائے۔ ان کے نزدیک یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک دینی قوتیں متحد ہو کر ضرب ید اللّٰھی نہیں بن جاتیں!''

حضرت سید ابوذر بخاری آج ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا پڑھایا ہوا سبق...... جو جذبۂ صدیقی، درۂ فاروقی، انفاقِ عثمانی، قضاءِ علی، تدبرِ حسنی، غیرتِ حسینی اور حلمِ معاویہ رضی اللہ عنہم سے عبارت ہے...... ہم میں موجود ہے، یہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 31 اکتوبر 2002ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات گرم چادر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961